عورت کی تعلیم : تاریخی اسلامی رویہ

(Women's Education: Historical Islamic Behavior)

یاسمین اسلم*

Abstract

Behavior of Islam and Muslims about women education has been a debated subject. Some people argue that Islam and Muslims do not give women their right of Education. This paper explores the historical Muslim behavior towards women education. It shows the importance of female education and commendable historical Muslim behavior about women education. It argues that Islam compels the Muslim society to provide education to both men and women equally. Islamic sacred text and Muslim Civilization always seem to encourage women Education. In the course of Muslim history we find many famous Muslim women excelling in their fields of knowledge. *'Āysha Siddīqa, 'Āisha bint Sa'd Ibn Abī Waqās, Rabi'ah Bint Mu'awwad, Umm 'Atiyyah* etc. are some examples from early Muslim history in referred perspective.

Keywords: Education, Women, Islam, Muslims, Behavior

تعلیم ایسا فعل ہے جس سے کوئی بھی قوم "خود آگہی "حاصل کرتی ہے۔اور یہ اس قوم کو تشکیل دینے والے افراد کے احساس و شعور میں نکھار پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ نسل نو کو زندگی گزارنے کے طریقوں کا شعور دیتی اور ان کو زندگی کے مقاصد و فرائض کا احساس دلاتی ہے۔ تعلیم ہی سے ایک قوم اپنے ثقافتی و نظریاتی ورثے کو اگلی نسلوں تک پہنچاتی ہے اور اُن میں زندگی کے مقاصد سے لگن پیدا کرتی ہے۔ تعلیم ایک جسمانی اور روحانی تربیت ہے اور اس کا مقصد اعلی درجے کے ایسے شہری پیدا کرنا ہے جو اچھے انسانوں کی حیثیت سے اور کسی بھی ریاست میں بطور ذمے دار شہری اپنے فرائض انجام دے سکیں۔

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامی و عربی علوم، یونی ورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

عورت کے حقوق پر کئی کتب اور آرٹیکلز لکھے گئے ہیں۔ ڈاکٹر عابدہ علی کی کتاب ''عورت، قرآن وسنت اور تاریخ کے آئینے میں'' بہت مفید ہے۔ ڈاکٹر خالد علوی نے اپنی کتاب ''اسلام کا، معاشرتی نظام'' میں عورت کا معاشرے میں کردار حقوق اور تعلیم پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ بھی کافی کتابیں لکھی گئی ہیں اور آئے دن آرٹیکلز بھی سامنے آتے رہتے ہیں۔ لیکن عورت کی تعلیم کی تاریخی حیثیت پر زیادہ کام سامنے نہیں آیا۔ اس آرٹیکل میں ہم یہ دیکھنے کی کوشش کریں گے کہ تاریخ میں مسلمان عورت کا تعلیمی معیار کیا رہا؟ مسلمانوں کا عمومی رویہ عورت کی تعلیم کے بارے کیا رہا؟ کیا اسلام عورت کو علم کے حصول کی ترغیب دیتا ہے؟ کیا عورت کی تعلیم وتربیت کے بغیر مسلمان زمانے میں عروج حاصل کر سکتے ہیں؟

لفظ تعلیم وتربیت دو اجزا سے مرکب ہے۔ ایک تعلیم یعنی زندگی گزارنے کے لئے بنیادی اوصاف کا شعور دینا، سکھانا، پڑھانا، معلومات بہم پہنچانا اور دوسرا لفظ 'تربیت' ہے جس سے مراد پرورش کرنا، اچھی عادات، یعنی فضائل اخلاق سکھانا اور رذائل اخلاق سے بچانا اور بچوں میں خداخوفی اور تقویٰ پیدا کرنا ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں

ارشاد ہوا:

"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ "[1]

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے سکھایا قلم سے۔ انسان کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا''

قرآن میں علم کے ساتھ حکمت کی اصطلاح بھی آئی ہے اور ظاہر ہے کہ حکمت میں علم سے زیادہ وسیع معانی موجود ہیں۔ اور علم کے مترادفات میں ادراک، شعور، فہم اور معرفت جیسے الفاظ بھی بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ علم کے مفہوم میں جب وسعت ہوئی حکمت (فلسفہ و سائنس) اس کے دائرے میں آ گئی تو ایسے علم کا عالم، حکیم اور بعض اوقات محقق کہلایا۔ عمومی طور سے علم میں وسعت اور فوقیت زائدہ رکھنے والے کو فاضل کہنے لگے۔ تاہم قانون شریعت جاننے والوں اور علوم دینیہ میں دسترس رکھنے والوں کو عالم کہنے کا رواج ہر دور میں عام رہا۔ شریعت نے والدین کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت کریں تاکہ وہ حق وباطل میں امتیاز کرنا سیکھ جائے اور کج رو نہ ہو۔ لیکن اس کے باوجود تاریخ کا ایک ایسا دور گزرا ہے جس میں عورت کے حصول علم کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا اور اس کو صرف مردوں کے لیے خاص کر دیا گیا اور جہالت کے اس دور میں عورت علم سے بہت دور زندگی بسر کرتی تھی لیکن اسلام نے علم کو فرض

[1] سورہ العلق 96:1-5

قرار دیتے ہوئے مرد و عورت دونوں کے لیے اس کے در وا کر دیے اور جو بھی اس راہ میں حائل رکاوٹیں تھیں ان کو ختم کر دیا۔ اسلام نے عورت کی تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ دلاتے ہوئے اس کی ترغیب بھی دی۔

ازواج النبی کی زندگی کا مقصد یہی بتایا گیا۔ سورہ احزاب میں ارشاد الٰہی ہے:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ [2]

''اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقل مندی کی''

اس آیت میں نبی رحمت ﷺ کی ازواج مطہرات کو ان کی زندگی کا اصل مقصد بتایا گیا ہے کہ اللہ نے ان کو اس لئے منتخب کیا ہے کہ قرآن وحکمت کی تعلیم جو ان کے گھروں میں دی جارہی ہے وہ اس کو عام کریں۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ نبی کریم ﷺ مرد وخواتین دونوں کی طرف نبی بن کر آئے، جس طرح آپ باہر لوگوں کو تعلیم دیتے رہتے تھے اسی طرح گھر کے اندر بھی تعلیم دیتے تھے۔

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں:

"یعنی قرآن وسنت جو اللہ کے احکام اور دانائی کی باتیں ہیں انہیں سیکھو، یاد کرو اور دوسروں کو سکھاؤ اور اللہ کے احسان عظیم کا شکر ادا کرو کہ تم کو ایسے گھر میں رکھا جو حکمت کا خزانہ اور ہدایت کا سرچشمہ ہے"[3]

تفسیر طبری میں اس لفظ "حکمت" کی تفسیر یوں بیان ہوئی ہے:

"ویعنی بالحکمة مااوحی الی رسول الله ﷺ من احکام دین الله ولم ینزل به قرآن وذلک السنة[4]"

"حکمت سے مراد وہ باتیں ہیں جن کی رسول ﷺ کو وحی کی گئی لیکن اسے قرآن میں نازل نہیں کیا گیا اور وہ سنت ہے"

مفتی محمد شفیع صاحب اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

"اذْكُرْنَ" کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ ان چیزوں کو خود یاد رکھنا جس کا نتیجہ ان پر عمل کرنا ہے، دوسرے یہ کہ جو کچھ قرآن ان کے گھروں میں ان کے سامنے نازل ہوا یا جو تعلیمات رسول ﷺ نے ان کو دی اس کا ذکر امت کے دوسرے لوگوں سے کریں اور ان کو پہنچائیں" [5]

---

[2] سورہ احزاب 34:33

[3] شبیر احمد، تفسیر عثمانی (کراچی: ایم جناح روڈ، اردو بازار، دار الاشاعت، 2007ء)، 131/3۔

[4] ابن جریر طبری، تفسیر طبری (لبنان: بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، 1415ھ)، 179/6۔

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولما أمرہن بالعمل الذی ہوفعل و ترک أمرہن بالعلم وبین لہن طریقه فقال (وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ) والمراد بآیات الله القرآن، والحكمة: اسراره وسنة رسوله، وأمرہن بذكره يشمل ذكر لفظه بتلاوته وذكر معناه بتدبره والتفكرفيه واستخراج احكامه[6]

"جب اللہ نے ازواج مطہرات کو عمل کا حکم دیا جو کہ چند چیزوں کے کرنے اور چند چیزوں کے نہ کرنے کا نام ہے تو اللہ نے انہیں علم کا حکم دیا اور انہیں علم کے حصول کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ ''تم ان آیات الٰہیہ (قرآن) اور اس علم (احکام) کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھر میں چرچا رہتا ہے'' آیات اللہ سے مراد قرآن ہے اور حکمت سے قرآنی اسرار اور رسول اللہ کی سنت مراد ہے اور انہیں ذکر کا حکم تلاوت کے ذریعہ الفاظ کو یاد رکھنے اور اس میں غور و فکر اور احکامات کی تخریج کے ذریعہ اس کے معانی کو یاد رکھنے پر مشتمل ہے"

اسلام مرد وزن دونوں کو مخاطب کرتا ہے اور اس نے ہر ایک کو عبادت اور اخلاق وشریعت کا پابند بنایا ہے جو کہ علم کے بغیر ناممکن ہے۔ علم کے بغیر عورت نہ تو اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتی ہے اور نہ ہی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکتی ہے جو کہ اسلام نے اس پر عائد کی ہے اس لیے مرد کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم بھی نہایت ضروری ہے۔ مالک بن حویرث فرماتے ہیں کہ ہم چند نوجوان دین کی تعلیم کے حصول کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیس دن حاضر رہے۔ گھر لوٹنے لگے تو نبی رحمت ﷺ نے حکم دیا:

ارجعوا الى اهليكم فاقيموافيهم وعلمواومرهم[7]

"جاؤ اپنے بیوی بچوں کی طرف اور انہی میں رہو اور ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور ان پر عمل کا حکم دو"

عہد نبوی اور عورتوں کی تعلیم

عہد نبوی میں جس طرح علم مردوں میں عام ہوا اسی طرح عورتوں میں بھی پھیلا۔ صحابہ کے درمیان قرآن وحدیث میں علم رکھنے والی خواتین کے نام کافی تعداد میں ملتے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں مسائل کا استنباط اور فتویٰ دینا بڑا ہی مشکل اور نازک کام ہے۔ لیکن پھر بھی اس میدان میں عورتیں مردوں سے کم نہیں تھیں بلکہ صحابہؓ کرام کے

---

[5] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2008ء)، 141/7۔

[6] علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی، تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان (سعودیہ: دمام، دار ابن الجوزیہ، 1422ھ)، 1385۔

[7] بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبہائم، 2008۔

مدِمقابل تھیں۔ مثلاً حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، اسماء بنت ابوبکر، حضرت صفیہ، حضرت ام عطیہ، حضرت ام حبیبہ، فاطمہ، بنت قیس، ام شریک وغیرہ نمایاں تھیں[8]

ان میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نام سب سے نمایاں ہے۔ آپ کے تلمیذ خاص اور بھانجے حضرت عروہ بن زبیرؓ کا بیان ہے کہ

ما رأیت احدا من الناس اعلم بالقرآن ولا فریضة ولا بحلال و حرام ولا بشعر ولا بحدیث العرب ولا انسب من عائشة[9]

''میں نے حضرت عائشہؓ سے زیادہ قرآن اور فرائض، حلال و حرام، شعر وادب، اہل عرب کی تاریخ اور ان کے حسب و نسب کو جاننے والا نہیں دیکھا''

ابن ابی ملیکہ نے بھی تصریح کی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کی کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی دختر نیک ہونے کے سبب آپ کی فصاحت و بلاغت پر کوئی شک نہیں، مگر آپؓ نے طب کہاں سے سیکھ لی؟ جواب میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضور جب کبھی علیل ہوتے تو باہر سے تشریف لانے والے طبّی وفود آپ ﷺ کا علاج فرماتے اور میں اسے ذہن نشین کر لیتی[10]

حضرت عائشہ صدیقہؓ باعلم ہونے کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ باعمل بھی تھیں۔ علم شریعت کی ترویج واشاعت میں آپؓ نے جو بھرپور حصہ لیا، دیگر صحابیات کے مقابلے میں کئی گنا بڑھ کر تھا۔ جلیل القدر صحابہ آپ کی خدمت میں احادیث کی سند حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔

عہد رسالت میں خواتین کی تعلیم وتربیت کا باقاعدہ انتظام نہ تھا وہ مردوں کی طرح نبی کریم ﷺ کی درس گاہ میں نہیں جاتی تھیں مگر مختلف ذرائع سے علم کا حصول جاری تھا۔ قرآن کی تعلیم خاص طور پر صحابہ رضی اللہ عنہ اپنے گھروں میں عورتوں اور بچوں کو دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے علم دین کے اٹھ جانے کی بات کی تو ایک صحابی حضرت زیاد بن لبید انصاری نے عرض کیا کہ

کیف یختلس منا وقد قراءنا القران فواللہ لنقرانه ولتقرانه نساءنا و ابناؤنا[11]

---

[8] سید جلال الدین عمری، مسلمان عورتوں کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ(انڈیا: علی گڑھ، ادارۂ تحقیق وتصنیفِ اسلامی، 1986ء)، 29۔

[9] امام ذہبی، تذکرة الحفاظ (انڈیا: حیدرآباد دکن، مجلس دائرة المعارف النظامیہ، 1333ھ)، 26/1۔

[10] امام حاکم نیشاپوری، مستدرک، ترجمہ۔ محمد شفیق الرحمٰن قادری(لاہور: اردو بازار، شبیر برادرز، 2013ء)، 92/6۔

[11] جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی ذھاب العلم

''علم دین کیسے ختم ہو جائے گا؟ ہم نے قرآن پڑھا ہے خدا کی قسم اس کو پڑھتے رہیں گے اور ہماری عورتیں اور لڑکے بھی اس کو پڑھتے رہیں گے''

ام المؤمنین حضرت، حفصہ، بنت عمر فاروقؓ زمانۂ جاہلیت، میں "شفاعدویہ" سے لکھنا سیکھتی تھیں، پھر جب نبی کریم ﷺ نے ان سے شادی کرلی، آپ نے شفاء سے فرمایا کہ انہیں تحریر وخط کی باریکی اور صفائی اور نوک پلک بھی اسی طرح سکھادو جس طرح انہیں لکھنا سکھایا ہے۔خواتین کے خصوصی اجتماع میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے جایا کرتے تھے۔اور تعلیم و تلقین اور وعظ فرمایا کرتے تھے

حضرت اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ رضی اللہ عنھابڑی عاقلہ، فاضلہ اور دین دار صحابیہ تھیں۔ان کو صحابیات نے اپنا نمائندہ بنا کر خدمت نبوی ﷺ میں بھیجا۔انہوں نے عرض کیا کہ میں مسلمانوں کی عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آئی ہوں، وہ کہتی ہیں اور میں بھی کہتی ہوں کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو مردوں اور عورتوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے، ہم عورتیں آپ ﷺ پر ایمان لائی ہیں اور آپ ﷺ کی اتباع کی۔ہم پردہ نشیں، گھروں میں رہنے والی ہیں، مردوں کی ہر خواہش پوری کرتی ہیں ان کی اولاد کی پرورش کرتی ہیں اور مرد نماز با جماعت ادا کرتے ہیں جنازہ اور جہاد میں شرکت کرتے ہیں اس وجہ سے فضیلت اور ثواب پاتے ہیں۔جب وہ جہاد پر جاتے ہیں تو ہم ان کے مال واولاد کی حفاظت و پرورش کرتی ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ان صورتوں میں ہم بھی مردوں کے ساتھ ثواب میں شریک ہو سکتی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ اسماء بنت یزید کی دلپذیر تقریر سن کر صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا کہ اسماء بنت یزید سے پہلے تم لوگوں نے دین کے بارے میں اس سے بہتر سوال کسی عورت سے سنا تھا؟ صحابہ نے نفی میں جواب دیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسماء جاؤ ان عورتوں کو بتادو

ان حسن تبعل احدا كن لزوجها وطلبها لمرضاته واتباعها موافقته يعدل كل ما ذكرت للرجال

رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ بشارت سن کر حضرت اسماء تہلیل و تکبیر کہتی ہوئی چلی گئیں اور عورتوں کو رسول اللہ ﷺ کی بشارت سنائی۔[12] ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ صحابیات میں علم حاصل کرنے کا کس قدر شوق اور اہتمام تھا۔ وہ اس کے لیے نبی کریم ﷺ سے تقاضا کرتی تھیں اور آپ ﷺ ان کی تعلیم وتربیت فرمایا کرتے تھے۔

بخاری میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے ایک دن مقرر کیا ہوا تھا، چنانچہ حدیث کی روایت کے الفاظ یوں ہیں:

---

[12] ابن عبدالبر، الاستیعاب (لبنان: بیروت، دارالفکر، 1427ھ)، 2/ 724۔

قال النساء للنبی ا غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوماِ من نفسک فوعدہن یوماِ لقیہن فیه فوعظہن وامرہن[13]

''ایک مرتبہ عورتوں نے آپ اسے عرض کیا مرد (استفادہ کے لحاظ سے) ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، ہمارے لئے کوئی خاص دن مقرر فرمادیں، آپ نے ان کے لئے ایک دن کا وعدہ کرلیا، آپ اس دن ان سے ملے، انہیں نصیحت فرمائی اور انہیں احکام شرع بتائے''

اسی طرح ایک عورت کا نکاح آپ ﷺ نے ایک مفلس شخص سے قرآن کریم کی چند سورتوں کی تعلیم کو مہر ٹھہرا کر، کر دیا۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا:

"ھل معک من القرآن شئی؟ قال:معی سورۃ کذا وسورۃ کذا ،قال:اذھب فقد انکحتکھا بما معک من القرآن"[14]

"کیا تجھے قرآن کا کچھ حصہ یاد ہے۔ اس شخص نے اثبات میں جواب دیا کہ فلاں فلاں سورہ یاد ہے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے فلاں عورت سے تیرا نکاح ان سورتوں کے بدلے میں کر دیا"

دین کی مدافعت میں عورت نے جس طرح تفسیر، حدیث و فقہ میں خدمات انجام دیں اسی طرح اظہار و بیان سے بھی یہ فریضہ انجام دیتی رہیں۔ عورت نے حق کی نصرت و حمایت میں نیزہ و تلوار بلند کی اور زبان کی قوت بھی صرف کر دی۔ ان کی پرجوش خطابت و تقریر نے ہزاروں لوگوں کو اللہ کی راہ میں جینے مرنے کا سلیقہ سکھادیا غزوہ احد میں ایک طرف ابوجہل کی زوجہ ہندہ بنت عتبہ مجاہدین کے خلاف اشعار پڑھتی تھی دوسری طرف ہند بنت اثاثہ ان کا ترکی بترکی جواب دیتی تھیں۔[15] یہ روایت بعد میں بھی برقرار رہی۔ چنانچہ مسلمان عورت نے ہر دور میں شعروادب میں حصہ لیا اور اس نے تحریر و تقریر کا فن بھی سیکھا۔ عہد رسالت ﷺ میں بعض صحابیات کا عمل اس بات کا گواہ ہے کہ انہوں نے باقاعدہ ایک دوسری سے لکھنا پڑھنا سیکھا۔ حضرت شفاء بنت عبداللہ نے کئی عورتوں کو کتابت سکھائی۔

ابن قیمؒ کا بیان ہے کہ صحابہ کرام شریعت میں اپنے اختلافات اور مشکلات کے سلسلے میں ازواج مطہرات ہی سے مدد لیتے تھے۔ فرماتے ہیں:

---

[13] صحیح بخاری، کتاب العلم، باب ھل یجعل للنساء یوم علی حدۃ فی العلم، 101۔

[14] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب تزویج علی القرآن وبغیر صداق، 5149۔

[15] ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، مترجم، سید یسین علی (لاہور: انارکلی، ادارہ اسلامیات، 1996ء)، 41/3۔

"وقد كانت الصحابة يختلفون فى الشئ فتروى لهم احدىٰ امهات المومنين عن النبیﷺ فیاخذون به ويرجعون اليه ويتركون ما عندهم له"[16]

"صحابہ کرامؓ میں جب کسی چیز میں اختلاف واقع ہوتا اور امہات المومنین میں سے کوئی اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کر دیتیں تو وہ اس کو فوراً قبول کر لیتے، اور اپنے تمام اختلافات بھول کر اس کی طرف، رجوع کر لیتے''

دور تابعین میں عورتوں کی تعلیم

دور تابعین کی نامور خواتین جنہوں نے علم حدیث میں ممتاز شہرت حاصل کی ان میں سیدہ بنت نفیسہ کا نام روشن دکھائی دیتا ہے۔خواتین کی طرف سے حدیث کی ترویج واشاعت کا سلسلہ عہد صحابہ اور عہد تابعین اور تبع تابعین کے بعد بھی جاری رہا۔ ام المؤید زینب بنت ابو القاسم کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ 524ھ میں نیشا پور میں پیدا ہوئیں اور یہیں 615ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ابن خلکان کا بیان ہے کہ عالمہ تھیں اور اکابر علما کی ایک جماعت کی صحبت اٹھائی۔ پھر انہوں نے حدیث کا درس اور سند دینے کی اجازت حاصل کی۔[17]

حدیث کے علاوہ فقہ واصول فقہ میں صحابہ وتابعین کی ایک جماعت کے ساتھ ساتھ امہات المومنین، صحابیات اور ان کی صحبت سے فیض یافتہ خواتین نے خاطر خواہ دینی خدمات انجام دیں۔اسلام کی تاریخ میں اتنی عورتیں اس درجہ اور اتنی تعداد میں عالم وفقیہہ ہوئی ہیں کہ ہزار ہا علما کرام جو مرد تھے، ان کے علم وعرفان پر رشک کرتے تھے۔ابن قیم لکھتے ہیں:

''والذين حفظت عنهم الفتوى، من اصحاب رسول اللهﷺ مآة ونيف و ثلاثون نفسا ما بين رجل و امرءة''[18]

"رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں جن لوگوں کے فتاویٰ محفوظ ہیں ان کی تعداد ایک سو تیس سے کچھ زائد ہے اس میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی"

حضرت عمرہ بنت عبد الرحمٰن کا پایہ حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ میں بھی بلند تھا۔ایک بار دور تابعین کے نامور محدث و فقیہہ قاسم بن محمدؒ نے امام زہری سے کہا؛ میں تمہارے اندر علم کی کچھ تشنگی محسوس کرتا ہوں۔ میں تمہارے سامنے علم سے بھرے ہوئے ایک کوزے کی نشاندہی کروں؟ زہری نے تجسّس بھری نگاہوں سے دیکھا تو انہوں نے فرمایا: جاؤبنت

---

[16] ابن قیم: زاد المعاد، (لبنان: بیروت، موسسۃ الرسالہ، 1418ھ) 475/5۔

[17] ابن خلکان، وفیات الاعیان (لبنان: بیروت، دار صادر، 1397ھ)، 344/2۔

[18] ابن قیم، اعلام الموقعین (سعودیہ: ریاض، دار ابن جوزیہ، 1443ھ)، 9/1-11۔

عبدالرحمٰن کی مجلس کو نہ چھوڑو کیونکہ عمرہ حضرت عائشہؓ کی پروردہ، ہیں اور آپ کے علم کی وارث۔امام زہری کہتے ہیں میں نے قاسم بن محمد کے مشورے پر عمل کیا اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن کو فی الحقیقت علم کا نہ ختم ہونے والا سمندر پایا۔[19]

قرون وسطی ومابعد

قرون وسطی میں مسلمان مردوں کو کنیزیں بھی ایسی درکار ہوتی تھیں جو ان سے تاریخ، فلکیات، ریاضی، اور فلسفہ، شاعری اور ملکی سیاست اور قانون پر بحث کر سکیں۔ بغداد میں کنیزوں کی تربیت اور تعلیم کے لیے باقاعدہ ادارے موجود تھے۔کنیز کی قیمت صرف اس کے حسن وجمال کے بجاے اس کی ذہنی صلاحیتوں اور متعدد علوم پر اس کی مہارت سے لگائی جاتی تھی۔اور اس عروج کے دور میں مسلمان بادشاہ ایسی کنیز کو خاندانی آزاد عورت پر ترجیح دیتے تھے جو سیاسی معاملات میں انھیں مشاورت دے سکے۔ عباسی خلیفہ ہارون کی ماں خیزران ایک یمنی کنیز تھی۔اسے بچپن میں کسی نے اغوا کر کے مکّہ لا کر بیچ دیا جہاں سے حج کے دوران دوسرے عبّاسی خلیفہ منصور کے نمائندوں نے اسے شاہی حرم کے لیے خرید لیا اور وہ بغداد پہنچ گئی خیزران نے بغداد ہی میں عصری علوم کی تعلیم حاصل کی جن میں حدیث، فقہ، فلکیات، ریاضی، شاعری، شامل تھے اور اپنے علم، سیاسی اور قانونی سمجھ بوجھ اور غیر معمولی ذہانت کے باعث تیزی کے ساتھ اقتدار کے مراحل طے کیے۔ مہدی سے شادی کے بعد خیزران نے امور سلطنت میں باقاعدہ حصہ لیا اور مسلم قوم کو ایسے وارث دیے جن پر وہ آج بھی فخر کرتی ہے۔ہارون الرشید (م ۱۹۳ھ) کی بیوی زبیدہ بنت جعفر (م ۲۱۶ھ) کو رفاہی کاموں کی انجام دہی کے معاملے میں بہت شہرت حاصل ہے۔ اسے قرآن مجید کی تعلیم سے بہت دل چسپی تھی۔ ابن خلکان نے لکھاہے کہ اس نے اپنی سو (۱۰۰) باندیوں کو اس کے لیے فارغ کر رکھا تھا:

> **كان لها ماءة جارية يحفظن القرآن، ولكل واحدة وِرد عُشر القرآن، وكان يسمع في قصرها كدويّ النحل من قراءة القرآن**[20]
>
> "اس کی سو سے زیادہ باندیاں تھیں، جو زیادہ تر وقت قرآنِ کریم کی تلاوت اور حفظ میں مشغول رہتی تھیں۔ان میں سے ہر ایک قرآن کے دسویں حصہ کی تلاوت کرتی تھی۔ محل میں ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کے مثل سنائی دیتی تھی"

مسلمان عورتوں نے قرآن پاک کی تفاسیر بھی لکھیں۔ محترمہ نایلہ ہاشم نے سولہ جلدوں میں "المبصر لنور القرآن" کے نام سے تفسیر لکھی ہے۔ تحریک خوان المسلمون کی نمایاں شخصیت محترمہ زینب الغزالی کی بھی مکمل تفسیر "نظرات فی کتاب اللہ" کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ ڈاکٹر عائشہ بنت عبد الرحمٰن آلشاطیٔ کی **"التفسير البياني للقرآن الكريم"**،

---

[19] امام ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، (انڈیا: حیدر آباد دکن، مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، 1333ھ)، 106/1۔

[20] ابن خلکان، وفیات الاعیان، 242/2۔

ترکی کی محققہ سیدہ سمرا کورون کی تفسیر "تفسیر القاری"، زینب النساء بنت محی الدین اورنگزیب کی "زیب التفاسیر" نمایاں ہیں۔ عادل نہویض کی دو جلدوں پر مشتمل کتاب "معجم المفسرین من صدر الاسلام حتی العصر الحاضر" اور ڈاکٹر عفاف عبد الغفور حمید کی کتاب "جہود المراۃ فی تفسیر القرآن" قابل ذکر ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان کی کئی ایسی خواتین ہیں جنھوں نے مکمل قرآن کا ترجمہ کیا ہے یا تفسیر لکھی ہے

فقہ حنفی کے معروف امام، امام جعفر کی دختر سے متعلق مؤرخین لکھتے ہیں کہ وہ بڑی عالمہ و فقیہہ تھیں اور علمی کاموں میں اپنے والد محترم کے ساتھ شریک ہوا کرتی تھیں۔ چھٹی صدی کے حنفی فقیہ شیخ علاؤالدین سمرقندی بڑے فقہاء میں شمار ہوتے ہیں ان کی بیٹی فاطمہ فقیہہ بھی اپنے دور کی بڑی فقیہہ اور مفتیہ تھیں اور ان کے شوہر امام کاسانی ہیں جو فقہ حنفی کی معروف کتاب البدائع والصنائع کے مصنف تھے۔ فقیہہ فاطمہ فتویٰ دیا کرتی تھیں اور اہم نوعیت کے فتوؤں پر میاں بیوی اور ان کے والد تینوں مفتیوں کے دستخط ہوا کرتے تھے۔

فن تحریر کے ساتھ ساتھ عورت کی بدولت شعروشاعری، علم تاریخ، تنقید ادب اور علوم صرف و نحو و معانی اور زبان دانی کو بھی بے پناہ فروغ حاصل ہوا۔ ہر اسلامی دور میں عورتیں شعروشاعری اور علم وادب و تنقید و تبصرہ میں حصہ لیتی رہیں۔ ایک زمانہ تو ایسا آیا کہ انہوں نے اہل ادب سے آزادانہ میل جول میں کوئی عار محسوس نہ کی، لیکن عفت و پاکدامنی اور وقار نسواں کو برقرار رکھا۔

معجم الادباء میں ہے کہ تیسری صدی ہجری میں اثایہ العرج میں بنو نہد کی عورتیں اپنے جذبات و خیالات کا اظہار بڑی بے خوفی وخوبی سے کیا کرتی تھیں۔ موجودہ دور کی اصطلاح میں اسے عورتوں کا مشاعرہ کہا جاتا ہے۔ اسی صدی کے اواخر میں محمد بن عمران المرزبانی نے اشعار النساء کے نام سے عورتوں کے کلام پر مشتمل ایک مجموعہ تالیف کیا۔[21]

بعض عورتیں ایسی بھی تھیں جنھوں نے شاعری کے ساتھ ساتھ فن کتابت میں بھی عروج پایا۔ احمد قرطبیؔ کی بیٹی عائشہ سے متعلق کہا جاتا ہے کہ اپنے عہد کی بہترین عالمہ تھیں جو شاہان اندلس سے براہ راست مخاطب ہوتی تھیں۔ اور اتنی اچھی شاعرہ تھیں کہ سب لوگ اس کے کلام پر عش عش کر اٹھتے تھے۔ خوشنویس بھی ایسی کہ اپنے ہاتھ سے قرآن پاک لکھا کرتی تھیں۔ پانچویں صدی ہجری میں فاطمہ بنت الاقرع الکاتبہ مشہور خطاط تھیں انہیں الدیوان العزیز کی جانب سے کتاب الھرنۃ کی کتابت کے لیے ملک روم بھیجا گیا تھا۔ یہ العمید ابو نصر الکندری کے پاس بلاد دجیل گئیں۔ العمید نے ایک ورق لکھنے پر ایک ہزار دینار عطا کیے۔ اس شاعرہ خاتون کے خط کی تقلید کی جاتی تھی۔ ابن البواب کے طرز پر لکھتی تھیں۔[22]

---

[21] یاقوت الحموی، معجم الادباء (مصر: دارالمامون، س ن)، 18/ 269۔

[22] یاقوت الحموی، معجم الادباء (مصر: دارالمامون، س ن)، 172/16۔

نویں صدی میں جس کثیر تعداد میں خواتین تعلیمات، نبوی ﷺ کے فروغ میں مصروف نظر آتی ہیں ، تعداد کے اعتبار سے یہ کثرت دوسرے ادوار میں نظر نہیں آتی ان میں سے جن خواتین نے بطور خاص شہرت پائی ان کا ذکر باعث طوالت ہوگا۔ یہاں مثال کے طور پر سخاوی اور ابن حجر کی ایک ایک استاد کا ذکر کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے ۔ام ہانی مریم بنت عبد الرحمٰن الہورینیہ م871ھ جنہیں ادب ، شعر اور خطاطی میں مہارت کے علاوہ حفظِ قرآن اور اسلامی علوم پر بھی عبور تھا۔ انہیں قاہرہ اور مکہ میں حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا ۔ انہوں نے باقاعدہ تدریس کے ساتھ حدیث میں اجازت نامے جاری کرنے کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ مریم بنت احمد الاذرعی بھی اس میدان میں سند کی حیثیت رکھتی تھیں ۔[23] ان کے اساتذہ کی کثرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابن حجر نے ان کی باقاعدہ ایک معجم مرتب کی، ان کے شاگردوں کی تعداد بھی ان گنت ہے

ترکی کی خالدہ ادیب خانم کئی اعلی پایہ کتابوں کی مصنفہ ہیں۔ترکی ہی کی مشہور و معروف فاطمیہ علیہ خانم نے عربی، فارسی اور فرانسیسی زبانوں میں عالمی شہرت پائی۔اور کلام ، منطق اور ریاضی وغیرہ علوم میں اپنی مثال نہیں رکھتی تھیں۔ مصر کی صفیہ زاغلول خانم اور شریفہ خانم نے اپنی وطن پرستی اور علم دوستی کی وجہ سے مقبولیت حاصل کی۔بنت خدادیری بھی مصر ہی کی مشہور مسلمان خاتون تھیں جس کے دونوں ہاتھ ندارد تھے مگر وہ اپنے پیروں سے اتنا خوشخط لکھتی تھیں کہ حکومت مصر نے ان کی قدرافزائی کرتے ہوئے ان کا معقول وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔تاکہ وہ گھر بیٹھی علم کی خدمت کرتی رہیں۔[24]

نتیجہ بحث

انسان کو اشرف المخلوقات بنانے اور ربّ کریم کی طرف سے عطا کردہ خلقی اور فطری برتری کو چار چاند لگانے کا اہم ذریعہ تعلیم ہے۔ اسلام مکمل ضابطہ، حیات ہے تو وہ زندگی کے ہر ،ہر جز کو پرفیکٹ بناتا ہے جو کہ تعلیم کے بغیر ممکن نہیں۔جب ہم نے تاریخ کے مختلف ادوار کو دیکھا ہے تو معلوم ہوا کہ ہر دور میں ہی مسلمان عورت کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے مسلمانوں کا عمومی رویہ مثبت رہا ہے۔ عورت کی تعلیم پر عہد نبوی سے جو سلسلہ شروع ہوا تھا اس کو بعد کے مسلمانوں نے بھی جاری و ساری رکھا۔اس کی مثالیں اوپر ذکر ہوئی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے عورت کا جو علمی سفر شروع ہوا تھا وہ تاحال جاری ہے۔دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ مسلمان عورت نے شعروشاعری، ،علوم صرف ونحو و معانی اور زبان دانی ، علم تاریخ، تنقید ادب، خطاطی، علم الکلام ، منطق اور ریاضی وغیرہ علوم میں اپنا نام پیدا کیا۔ ثابت ہوا کہ

[23]ابن حجر عسقلانی، المعجم المؤسس للمعجم المفہرس (لبنان: بیروت، دارلمعرفۃ، 1415ھ)559/2۔

[24]ڈاکٹر ایم ایس ناز،اسلام میں عورت کی قیادت (لاہور: اردو بازار،ایبک روڈ،مکتبہ عالیہ،1994ء)،285۔

عورت کی تعلیم شرافت و کرامت اور دارین کی سعادت سے بہرہ مند ہونے کا سب سے اچھا ذریعہ ہے۔ مسلمانوں نے ہر زمانہ میں عورت کی تعلیم پر خاص توجہ دی۔

امت مسلمہ کے عروج کا زمانہ تھا جب عورت کی" تعلیم و تربیت" اسلام کے اصولوں کے مطابق تھی۔ جب عورت کو تعلیم سے دور کیا گیا تو نسلیں جاہل ہو گئیں نتیجتا امت مسلمہ زوال کا شکار ہو گئ اگر ماں ان پڑھ ہو گی دینی علوم سے بے بہرہ ہو گی تو کیسے ہم توقع کر سکتے ہیں کہ اس نے جو نسل پروان چڑھانی ہے وہ اس کی تربیت کا حق ادا کر پائے۔ ماں کی گود پہلی درسگاہ ہوتی ہے جو انسان کو اخلاق اور شرافت کا سبق سکھاتی ہے۔ جس قوم کی مائیں بلند خیال، عالی ہمت، شائستہ ومہذب ہوں گی اس قوم کے بچے یقینا تعمیر معاشرہ کے قابل ہو سکیں گے۔ علم کو مادیت سے جوڑ کر خواتین کو اس سے الگ کر دینا ناانصافی کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات سے روگردانی ہے۔آج ہمیں ضرورت اس" امر "کی ہے کہ مسلمان عورت کو اس کا شاندار ماضی یاد دلایا جائے اور اس کی تربیت کے لیے معاشرے میں خاص علمی ماحول بنایا جائے اس کی ذہنی صلاحیتوں کو نکھارا جائے۔ تو ماضی کی طرح آج بھی مسلمان معاشرے میں عروج حاصل کر سکتے ہیں۔